رسولِ اکرمؐ کے ہمراہ حجِ وداع

مرتبہ : خرم مراد

۲۰ رمضان المبارک ' ۸ ھ ' کو مکّہ مکرمہ فتح ہوا ' اور اواخر ۹ ھ (یا ۱۰ ھ) میں حج کی فرضیت کا حکم نازل ہوگیا۔ اس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیرالحاج بنایا ' اور تین سو صحابہؓ کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ انہوں نے سب کو حج کرایا۔ ان کے پیچھے پیچھے ' آپؐ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو روانہ کیا ' اور انہوں نے سورۂ توبہ کے احکام کا اعلان کیا۔ بلدامین ' مسجدِ حرام اور بیت اللہ کو کفرو شرک کی تمام آلودگیوں سے پہلے ہی پاک کیا جاچکا تھا ' اب کفار و مشرکین سے ولایت کے سارے علاقے اور معاہدات ختم کر دیے گئے ' اور اعلان کر دیا گیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حرم میں داخل نہ ہونے پائے گا ' نہ کوئی برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کر سکے گا۔

تکمیلِ دین ہو چکی تھی ' اتمامِ نعمت بھی ہو چکا تھا ' وصال کا وقت قریب تھا ' اور اب وقت آگیا تھا کہ ایک طرف شریعت اور اخلاق کے تمام اصولِ اساسی کا اعلان عام کر دیا جائے ' اور دوسری طرف امت کو صحیح صحیح مناسکِ حج کی تعلیم دے دی جائے ' تاکہ وہ یہ عبادتِ کبریٰ سنتِ ابراہیمی کے مطابق انجام دے سکے۔ چنانچہ فرضیتِ حج نازل ہوئی ' تو رسول اللہؐ بغیر کسی تاخیر کے پہلے ہی سال حج کے لیے کھڑے ہوئے۔

یہ بات متفقہ ہے کہ آپؐ نے حج اپنے وصال سے تین ماہ قبل ۱۰ ھ میں کیا ' اسی لیے اسے حجِ وداع کہا جاتا ہے۔ اس باب میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ سے ' حجِ وداع کے سوا ' آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا۔ ہاں ' جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے دو حج کیے تھے۔ (ترمذی ' ابن ماجہ)

رسول اللہؐ ہجرت کے بعد مکّہ مکرمہ میں پانچ مرتبہ داخل ہوئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ

آپؐ نے چار مرتبہ عمرہ کیا۔ یہ سب عمرے ' آپؐ نے سوائے ایک کے جو حج کے ساتھ کیا ' ذی القعدہ کے مہینہ میں کیے۔

پہلا عمرہ معاہدہ حدیبیہ کا عمرہ ہے ' جو آپؐ نے ۶ ھ میں کیا۔ مشرکین نے خانہ کعبہ تک جانے سے آپؐ کو روک دیا ' اس لیے آپؐ نے اور صحابہؓ نے حلق کروایا (سرمنڈوایا) ' احرام اتارا ' قربانی کی ' اور مدینہ واپس آ گئے۔

دوسرا عمرہ معاہدۂ صلح حدیبیہ کے مطابق اگلے سال ۷ ھ میں کیا۔ نبی کریمؐ مکہ تشریف لائے ' تین روز قیام فرمایا ' اور عمرہ ادا کر کے واپس ہوئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ عمرہ سال گذشتہ کے عمرہ کی قضا تھا ' جب آپؐ کو روک لیا گیا تھا ' یا یہ نیا عمرہ تھا ؟

تیسرا عمرہ آپؐ نے ' حنین سے واپسی کے وقت ' جعرانہ سے احرام باندھ کر کیا۔ یہ عمرہ آپؐ نے رات کو کیا ' اور عمرہ کر کے رات ہی کو جعرانہ واپس آ گئے۔ فتح مکہ کے موقع پر ' ماہِ رمضان میں آپؐ بغیراحرام کے مکہ میں داخل ہوئے ' اور فتح کے بعد حنین چلے گئے۔

چوتھا عمرہ آپؐ نے حج کے ساتھ کیا۔

رجب ' میں بھی آپؐ نے کوئی عمرہ کیا ؟ حضرت عائشہؓ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت قبول نہیں کرتیں۔ ابن قیمؒ بھی اثر حج میں ان چار عمروں کے علاوہ کسی اور عمرہ کی روایت کو ' رجب میں یا رمضان میں ' راوی کے سہو یا سوءِ فہم پر محمول کرتے ہیں۔

حج کی منادی

حج کی فرضیت کا حکم آتے ہی رسول اللہؐ نے اس کا اعلان شروع کر دیا۔ حضرت ابوہریرۃؓ اور ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ہم سے خطاب کیا ' اور فرمایا : " اے لوگو ' تم پر حج فرض کیا گیا ہے ' اس لیے حج کرو۔ "

اقرع بن حابسؓ کھڑے ہو گئے اور پوچھا : " کیا ہر سال ' یا رسول اللہؐ ؟ "۔ " آپؐ نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا :

" اگر میں کہہ دیتا ' ہاں ' تو ہر سال حج فرض ہو جاتا۔ پھر یہ تم کر نہ سکتے۔ "

" پھر آپؐ نے فرمایا :

" جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں اور کوئی حکم نہ دوں " تم بھی مجھ سے نہ پوچھو۔ " تم سے پہلے لوگ کثرت سے سوال پوچھنے اور اپنے انبیاءؑ کے ارشادات کے بارہ میں اختلاف کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ اس لیے جب بھی تمہیں کسی بات کا حکم

دوں ' تو جتنی استطاعت ہو اسے کرو۔ اور جب کسی بات کو منع کر دوں تو اسے چھوڑ دو"۔

پھر فرمایا " حج صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ جو اس سے زائد کرے وہ نفل ہے۔ " (مسلم ' احمد ' نسائی ' داری)

ایک شخص نے پوچھا : " یا رسول اللہؐ ' حج کب واجب ہوتا ہے ؟ " فرمایا : " جب زاد اور راحلہ میسر ہو ' یعنی سفر کا خرچ اور اپنے اور اہل وعیال کے لیے کھانے کا انتظام "

حج کی تیاریاں

ذی قعدہ ' ۱۰ھ ' میں اعلان کیا گیا کہ رسول اللہؐ حج کرنے مکّہ مکرمہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ خبر دفعتاً" پھیل گئی۔ سب نے تیاریاں شروع کر دیں تاکہ آپؐ کا شرفِ معیت حاصل کریں۔ حوالیٔ مدینہ کے لوگوں کو جب یہ خبر پہنچی تو گروہ در گروہ اس موقعہ کے لیے آنا شروع ہو گئے۔ ادھر سارا عرب بھی شرف ہمرکابی کے لیے امنڈ آیا۔ ہر درجہ اور طبقہ کے لوگ آئے۔ جو شخص آنے کی طاقت رکھتا تھا ' وہ آ گیا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ رسول اللہؐ کی اقتدا میں حج کرے ' اور آپؐ کی طرح مناسک ادا کرے۔ راستہ میں بھی لوگوں کی جماعتیں ' جو حدوشمار سے خارج تھیں ' ساتھ ہوتی گئیں۔

مدینہ منورہ سے روانگی

ذی قعدہ کی ۲۶ تاریخ تھی ' اور سنیچر کا دن ' جب آپؐ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے ظہر کی چار رکعتیں مسجدِ نبویؐ میں پڑھیں ' لوگوں کے سامنے خطبہ دیا ' اور انہیں اِحرام اور اس کے واجبات و سنن کی تعلیم دی۔ پھر آپؐ نے غسل کیا ' تیل ڈالا ' لباس بدلا ' تہمد باندھی ' چادر اوڑھی ' اور ظہر و عصر کے مابین مدینہ سے باہر نکلے۔ ازواج مطہراتؓ بھی ہمرکاب تھیں ' اور دیگر عورتیں اور بچے بھی ساتھ تھے۔

ذوالحلیفہ میں اِحرام

مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے ' جو مدینہ کے حاجیوں کے لیے میقات ہے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ نے پڑاؤ کیا ' عصر کی دو رکعتیں پڑھیں ' اور رات یہیں گزاری۔ ' یہاں آپ نے پانچ نمازیں پڑھیں ' عصر ' مغرب ' عشاء ' فجر ' اور ظہر۔

دوسرے دن ظہر سے قبل آپؐ نے دوبارہ غسل کیا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آپؐ

کے جسم مبارک میں عطر ملا۔ اس خوشبو میں مشک تھا۔ فرماتی ہیں 'گویا کہ میں اب بھی آپؐ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں' اور آپؐ احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (بخاری ' مسلم)

اس کے بعد آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ (ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ ظہر کی دو رکعتیں تھیں' اور آپؐ سے احرام کے لیے الگ سے دو رکعتیں پڑھنا منقول نہیں۔)

نماز پڑھنے کے بعد آپؐ نے مصلیٰ پر بیٹھے بیٹھے تہلیل کی۔ پھر آپؐ اپنی قصوا نامی اونٹنی پر سوار ہوئے' احرام باندھا' اور جب اونٹنی بیداء پہاڑی پر چڑھ گئی تو' آپؐ نے ان الفاظ میں لبیک کہا:

لَبَّیکَ ' اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ ' لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ
اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَکَ وَالمُلکَ لَا شَرِیکَ لَکَ

آپؐ نے یہ تَلبِیَہ بلند آواز سے کہا' یہاں تک کہ تمام صحابہؓ نے اسے سن لیا۔ صحابہؓ نے آپؐ کی آواز میں آواز ملا دی' اور ذوالحلیفہ لَبَّیکَ' لَبَّیکَ کی صداؤں سے گونج اٹھا۔

بعض صحابہؓ نے لَبَّیکَ کہنے میں ' لَبَّیکَ ذَاالمَعَارِجِ لَبَّیکَ ذَاالفَوَاضِلِ (میں حاضر ہوں' بلندیوں والے' میں حاضر ہوں اور فضیلتوں والے!) بھی کہا آپؐ نے انہیں منع نہ فرمایا۔

نبی کریمؐ نے اور صحابہؓ کے ایک گروہ نے' حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا' (یعنی حجِ قِران کا) ۔ صحابہؓ کے ایک گروہ نے صرف حج کا' (یعنی حج اِفراد کا) ' اور ایک گروہ نے صرف عمرہ کا' (یعنی حج تمتّع کا۔) جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے صرف حج کا احرام باندھا' ہم حج کے دنوں میں عمرہ کرنے سے واقف نہ تھے۔ حضورؐ کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔

ذوالحلیفہ میں حضرت ابوبکرؓ کی بیوی' اسماء بنت عمیسؓ کے ہاں زچگی ہوئی' اور محمد بن ابوبکرؓ پیدا ہوئے۔ انہوں نے آپؐ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں کیا کروں؟۔ آپؐ نے فرمایا: "غسل کریں' مضبوطی کے ساتھ کپڑا باندھیں' احرام باندھیں' اور سفر جاری رکھیں"

رسول اللہؐ نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ "شبرمہ کی طرف سے لبیک۔ آپؐ نے پوچھا "شبرمہ کون ہے"؟ اس نے کہا' میرا بھائی۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تو اپنی طرف سے حج کر چکا ہے"؟ اس نے کہا' نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "پہلے اپنی طرف سے حج کر' پھر شبرمہ کی طرف سے۔"

حضرت ابوسعید خدریؓ بھی زور زور سے لبیک کہہ رہے تھے۔

مکہ کی طرف روانگی

۲۷ ذی قعدہ کو اتوار کے دن ' نماز ظہر کے بعد ' رسول اللہؐ اور آپؐ کے ہمراہ صحابہ کرامؓ زور زور سے لَبَّیْکَ ' لَبَّیْکَ کہتے ہوئے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آپؐ کے آگے پیچھے ' دائیں بائیں ' جہاں تک نظر کام کرتی تھی ' آدمیوں کا جنگل تھا ' کچھ سوار تھے ' تو کچھ پیدل ' اور آپؐ ہمارے درمیان میں تھے۔ رسول اللہؐ جب بلند آواز سے لَبَّیْکَ فرماتے ' تو ہر طرف سے اس صدائے غلغلہ انگیز کی آوازِ بازگشت آتی ' اور تمام دشت و جبل گونج اٹھتے تھے۔ حضرت انسؓ ' حضرت ابو طلحہؓ کے پیچھے بیٹھے تھے ' اور بیان کرتے ہیں کہ ہمارے چاروں طرف لوگ حج اور عمرہ کے لیے چلّا چلّا کر لَبَّیْکَ کہہ رہے تھے۔ کیونکہ آپؐ نے فرمانِ الٰہی کے مطابق ' صحابہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ زور زور سے لَبَّیْکَ ' لَبَّیْکَ کہیں۔

آپؐ نے فرمایا : " جبریلؑ میرے پاس آئے ' اور مجھے ہدایت کی کہ میں اپنے صحابہؓ کو حکم دوں کہ وہ اِحرام باندھتے ہوئے ' یا لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اپنی آوازیں بلند کریں - " (ترمذی ' ابوداؤد ' نسائی ' مالک عن خلاد بن سائبؓ)۔ نیز فرمایا : " مسلمان جب لَبَّیْکَ کہتا ہے ' تو اس کے دائیں بائیں ' پتھر ' درخت اور مٹی کے ڈھیلے سب لَبَّیْکَ کہتے ہیں ' یہاں تک کہ ادھر کی ساری ' اور ادھر کی ساری زمین (ترمذی ' ابن ماجہ عن سہل بن سعدؓ)

اس مقدس کاروان کے ساتھ راستہ میں ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ شامل ہوتے جاتے تھے۔ نبی کریمؐ کا راہ میں جب کسی پہاڑی یا وادی سے گزر ہوتا تھا ' تین بار بہ آواز بلند تکبیر فرماتے تھے۔ فتح مکہ کے سفر میں آپؐ نے جن منازل میں نماز ادا کی تھی ' وہاں برکت کے خیال سے لوگوں نے مسجدیں بنالی تھیں۔ آپؐ انہی مساجد میں نماز ادا کرتے جاتے تھے۔

سفر میں آپؐ نے اونٹنی پر نہ محمل استعمال کیا ' نہ ہودج ' نہ عماری۔ (اگرچہ ابوحنیفہؒ ' شافعیؒ ' اور احمد بن حنبلؒ سے ان کے استعمال کا جواز منقول ہے)

جب یہ قافلہ روحا پہنچا ' تو ایک گورخر نظر آیا۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا " اسے چھوڑ دو ' ممکن ہے اس کا مالک آجائے۔ " اتنے میں مالک آگیا ' اور اس نے اسے ذبح کر کے عرض کیا : " یا رسول اللہؐ ' یہ گورخر حاضر ہے۔ "۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا ' انہوں نے گوشت سب میں تقسیم کر دیا۔ مُحرِم کو شکار کرنے کی ممانعت ہے ' لیکن حضورؐ نے فرمایا ہے : " شکار کا گوشت حالتِ اِحرام میں تمہارے لیے حلال ہے ' جب تک تم خود شکار نہ کرو ' نہ تمہارے لیے شکار کیا

گیا ہو" (ابوداؤد ' نسائی ' ترمذی ' عن جابرؓ)

مکّہ میں داخلہ

مکّہ کے قریب ' سرف کے مقام پر پہنچ کر آپؐ نے غسل فرمایا۔

یہاں حضرت عائشہؓ ایّام سے ہو گئیں۔ انہوں نے حج کے ساتھ عمرہ کی نیت بھی کر رکھی تھی۔ رسول اللہؐ ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے پوچھا: "(کیوں رو رہی ہو) ' شاید ایام آ گئے ؟" بولیں : "ہاں ' یہی ہوا ہے"۔ فرمایا : "روتی کیوں ہو ' یہ تو وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دی ہے۔ وہ سب کچھ کرو جو ایک حاجی کرتا ہے ' بس بیت اللہ کا طواف نہ کرنا جب تک کہ پاک نہ ہو جاؤ"۔

آپؐ وادی ذی طویٰ میں اترے ' اور رات یہاں قیام فرمایا۔ نماز صبح کے بعد غسل کیا۔ پھر ۴ ذی الحجہ کو اتوار کے روز صبح دن چڑھے چاشت کے وقت بالائے مکّہ سے مکّہ میں داخل ہوئے۔ طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپؐ باب بنی عبد مناف سے' جو اب باب بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے ' داخل ہوئے۔

مدینہ سے مکہ کا یہ سفر نو دن میں طے ہوا۔ خاندان بنی ہاشم کے لڑکوں نے آمد آمد کی خبر سنی تو خوشی سے باہر نکل آئے۔ آپؐ نے فرطِ محبت سے اونٹ پر کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے بٹھا لیا۔

طوافِ بیت اللہ

آپؐ مسجد الحرام کے دروازہ پر آئے ' اپنی اونٹنی کو بٹھایا ' اور اندر داخل ہو گئے۔ جب کعبہ پر نظر پڑی تو فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَ تَكْرِيمًا وَ مَهَابَةً"

اے اللہ اپنے اس گھر کو اور زیادہ شرف و عظمت اور عزت و ہیبت عطا کر

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ ہاتھ اٹھاتے ' تکبیر کہتے ' اور یہ بھی فرماتے تھے۔

وَ زِدْ مَنْ حَجَّهٗ اَوِعْتَمَرَهٗ تَكْرِيمًا وَ تَشْرِيفًا وَ تَعْظِيمًا وَ بِرًّا

مسجد میں آنے کے بعد آپؐ بیت اللہ کی طرف بڑھے۔ یہاں آپؐ نے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی ' کیوں کہ مسجدِ حرام کی تحیہ طواف ہی ہے۔ جب حجرِ اسود کے سامنے آئے تو اسے بوسہ دیا ' لیکن اس کے لیے کسی سے مزاحمت نہ کی ۔ پھر آپؐ نے داہنی طرف سے طواف شروع کیا ' اور کعبہ آپؐ کے بائیں جانب تھا۔ جب آپؐ رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان پہنچے تو فرمایا :

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

طواف کے پہلے تین چکروں میں آپؐ تیز تیز چلے لیکن چھوٹے قدموں کے ساتھ ' یعنی رَمل کیا۔ چادر آپؐ یوں اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک سِرا دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیا تھا ' یعنی اِضطباع کیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے رکنِ یمانی کو چھوا ' مگر چوما نہیں ' نہ اسے چھو کر ہاتھ کو چوما۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپؐ نے رکنِ یمانی کو چوما ' اور اس پر اپنا رخسار رکھ دیا۔

طواف سے فارغ ہو کر آپؐ مقامِ ابراہیم کی طرف گئے۔ آپؐ بلند آواز کے ساتھ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ط کی آیت تلاوت کر رہے تھے۔ مقامِ ابراہیم پر آپؐ نے دو رکعت نماز ادا کی ' اور ان رکعتوں میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت کی۔ پھر آپؐ زمزم کی جانب گئے ' اور آبِ زمزم پیا۔ وہاں سے آپؐ حجرِ اسود کی طرف لوٹے ' اس کا بوسہ لیا ' اور بابِ صَفَا سے نکل کر صَفا کی پہاڑی کی جانب گئے۔

سعی بین الصفا والمروہ

جب آپؐ صَفَا کے قریب پہنچے تو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ کی آیت پڑھی ' اور کہا اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰہُ بِہٖ (میں اس سے ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ نے ابتدا کی ہے)۔ آپؐ صفا پر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا۔ قبلہ کی طرف رخ کر کے آپ نے اللہ کی توحید کا اعلان کیا ' اور اس کی تکبیر پڑھتے رہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ' لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ' وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ' اَنْجَزَ وَعْدَہٗ ' وَنَصَرَ عَبْدَہٗ ' وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

یہاں آپؐ دیر تک دعا کرتے رہے ' اور انہی کلمات کو تین دفعہ دہرایا۔

پھر آپؐ صَفَا سے نیچے اترے ' اور مَروہ کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب آپؐ دونوں پہاڑیوں کے درمیان وادی میں پہنچے تو آپؐ نے تیز تیز چلنا شروع کیا۔ جب مَروَہ کی چڑھائی آئی تو معمول کے مطابق چلنے لگے ' یہاں تک کہ مَروہ کے اوپر پہنچ گئے ' بیت اللہ کی طرف دیکھا ' اور جو صَفَا پر پڑھا تھا وہی مَروَہ پر پڑھا۔

اس طرح آپؐ نے صَفَا اور مَروَہ کے درمیان سات چکر پورے کئے۔ ساتواں اور آخری چکر پورا کر کے آپؐ نے مَروَہ پر سے لوگوں کو پکارا —— آپؐ اوپر تھے ' اور لوگ نیچے —— اور

فرمایا: اگر میں جو پہلے کر چکا ہوں دوبارہ کر سکتا' تو ھَدی (قربانی کے جانور) ساتھ نہ لاتا اور اسے عمرہ بنا کر' احرام کھول دیتا۔ اب تم میں سے جو شخص قربانی کے جانور ساتھ نہ لایا ہو' تو وہ اسے عمرہ بنا دے' احرام کھول دے' اور حلال ہو جائے۔ خوشبو بھی لگا سکتا ہے' بیوی کے پاس بھی جا سکتا ہے۔"

سُراقہ بن مالک بن جَعشمؓ نے سوال کیا: "یا رسول اللہؐ' کیا یہ حکم ہمارے لیے اسی سال کے لیے ہے' یا ہمیشہ کے لیے؟" رسول اللہؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں' اور فرمایا: "عمرہ' حج میں داخل ہو گیا! عمرہ حج میں داخل ہو گیا! ہمیشہ ہمیشہ کے لیے"

لوگوں کو ارشاد نبویؐ سن کر بھی تذبذب رہا' کیونکہ یہ سہولت ان کے لیے ایک نئی چیز تھی۔ جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا' آپؐ نے ان سے تمتع کے لیے کہا' تو انہوں نے عرض کیا: "ہم (عمرہ الگ کر کے) حج تمتع کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ہم حج کا احرام باندھ چکے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا: "جو میں کہتا ہوں وہ کرو۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی وہی کرتا جو تم سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن اب میں یہ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ قربانی کے جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائیں۔ میں تب ہی اپنا احرام کھول سکتا ہوں۔"

حضورؐ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے' اور اس وقت آپؐ غصہ میں تھے۔ انہوں نے آپؐ کو غصہ میں دیکھ کر عرض کیا: "آپؐ کو کس کس چیز نے غضب ناک کر دیا ہے؟"۔ آپؐ نے فرمایا: "کیا تمھیں نہیں معلوم؟ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا' اور وہ تردد کر رہے ہیں! اگر مجھے اس تردد کا حال پہلے سے معلوم ہوتا اور جو پہلے کر چکا ہوں وہ دوبارہ کر سکتا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا' بلکہ یہیں خریدتا' اور پھر جس طرح لوگ حلال ہوئے ہیں میں بھی اس طرح حلال ہو جاتا۔"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ۴ ذی الحجہ کو حضورؐ نے ہمیں حلال ہو جانے کا حکم دیا' اور عورتوں کے پاس جانے کی اجازت بھی دے دی' تو ہم نے تعجب کے طور پر ایک دوسرے سے کہا: "اب جب کہ ہمارے اور عرفات کے درمیان صرف پانچ دن رہ گئے ہیں تو آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم عورتوں کے پاس جا سکتے ہیں۔ کیا ہم اس حال میں عرفات جائیں کہ ہمارے قطرے ٹپک رہے ہوں۔" حضورؐ کو جب ہماری ان باتوں کی خبر ملی تو آپؐ ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: "تم جانتے ہو میں تم سب سے زیادہ اللہ سے تقویٰ کرنے والا ہوں' تم سب سے زیادہ سچا ہوں' تم سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے

تو میں بھی اسی طرح حلال ہو جاتا جس طرح تم حلال ہوئے ہو۔ اگر میں جو پہلے کر چکا ہوں وہ دوبارہ کر سکتا تو اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا۔ پس تم حلال ہو جاؤ۔"

اب تمام صحابہؓ نے ' سوا ان کے جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے ' احرام کھول دیے ' اور حلال ہو گئے۔ ابوبکرؓ ' عمرؓ ' طلحہؓ ' اور زبیرؓ نے قربانی کے جانور (ھَدْی) ساتھ لانے کی وجہ سے احرام نہیں کھولا۔ ازواج مطہراتؓ نے احرام کھول دیے۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی ھَدْی نہ ہونے کی باعث احرام اتار دیا۔

حضرت علیؓ حج سے کچھ پہلے یمن بھیجے گئے تھے۔ وہ یمنی حاجیوں کے ایک قافلہ اور قربانی کے جانوروں کے ساتھ مکہ پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ نے بالوں میں کنگھی کر رکھی ہے ' سرمہ لگا رکھا ہے ' اور رنگ دار کپڑے پہن رکھے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر خفا ہو گئے اور پوچھا کہ تمہیں ایسا کرنے کی اجازت کس نے دی ہے ؟ حضرت فاطمہؓ کے یہ بتانے پر کہ ' میرے ابا نے ' وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کی تصدیق کی ' اور حضرت علیؓ سے پوچھا ' تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے ؟ کہا 'میں نے تو یہ نیت کی تھی کہ میں اس چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا احرام میرے رسولؐ نے باندھا ہے۔ حضرت علیؓ کے پاس قربانی کے جانور بھی تھے ' اور انہوں نے احرام کی نیت بھی حضورؐ کی نیت کی مانند کی تھی ' اس لیے آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے دن تک احرام نہ کھولیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہ تھے ' آپؐ نے ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا۔

اس موقع پر صحابہؓ میں سے بعض نے سر منڈوایا ' اور بعض نے بال ترشوائے۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں ' یہیں حضورؐ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین بار ' اور بال ترشوانے والوں کے لیے ایک بار دعائے مغفرت کی۔

عمرہ کے بعد چار دن ' یوم الترویہ یعنی ۸ ' ذی الحجہ تک ' آپؐ مکہ میں اور مکہ کے باہر مسلمانوں کے ساتھ قیام پذیر رہے۔ یعنی اتوار ' پیر ' منگل ' بدھ کے دن۔ آپؐ اس دوران نماز قصر کرتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق ' آپؐ اس دوران دوبارہ طواف کے لیے بیت اللہ تشریف نہ لائے۔

منیٰ اور عرفات کی طرف

جمعرات کے دن ۸ ذی الحجہ کو چاشت کے وقت' آپؐ مسلمانوں کے ہمراہ مکہ سے منیٰ تشریف لے گئے' اور رات وہیں قیام کیا۔ بعض لوگوں نے جو احرام کھول چکے تھے' مکہ میں احرام باندھا

اور بعض نے منیٰ میں۔ منیٰ کی مسجد خیف میں آپؐ نے ظہر' عصر' مغرب' عشا اور اگلے دن فجر کی پانچ نمازیں ادا کیں۔

نماز فجر کے بعد آپؐ تھوڑی دیر ٹھیرے یہاں تک کہ سورج نکل آیا' پھر آپؐ عرفات کی طرف چل پڑے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ آپؐ کے لیے میدان عرفات میں وادی نمرہ میں خیمہ کھڑا کیا جائے۔ یہ خیمہ بالوں کا بنا ہوا تھا۔

بعض صحابہؓ راستہ میں لَبَّیک لَبَّیک کہہ رہے تھے اور بعض اللہ اکبر اللہ اکبر' آپؐ نے کسی کو منع نہ کیا۔

جب رسول اللہؐ منیٰ سے روانہ ہوئے تو قریش کا خیال تھا کہ آپؐ عرفات نہیں جائیں گے اور مُزدلِفَہ میں مشعرِ حرام کے قریب حج کے لیے وقوف کریں گے' جیسا کہ قریش ایامِ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ لیکن آپؐ مُزدلِفَہ سے آگے بڑھ گئے' اور میدانِ عرفات میں پہنچ گئے۔ وادئ نمرہ میں آپؐ کا خیمہ کھڑا تھا۔ آپؐ خیمہ میں جا اترے' اور تھوڑی دیر وہاں قیام فرمایا۔

عرفات میں وقوف اور خطبہ

دوپہر کے وقت زوال شروع ہوتے ہی آپؐ نے اپنی اونٹنی قصوا کے لانے کا حکم دیا۔ آپؐ کے لیے قصوا پر زین ڈالی گئی اور اس پر سوار ہو کر آپؐ وادئ عرفات کے وسط میں تشریف لائے' اور لوگوں کے سامنے ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا۔

آج پہلا دن تھا کہ اسلام اپنے جاہ و جلال کے ساتھ نمودار ہوا' اور جاہلیت کے تمام بیہودہ مراسم کو مٹا دیا۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا:

ہاں' آج جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔ (صحیح مسلم' ابوداؤد)

تکمیل انسانی کی منزل میں سب سے بڑا سنگِ راہ امتیازِ مراتب تھا' جو دنیا کی قوموں کے تمام مذاہب نے' تمام ممالک نے' مختلف صورتوں میں قائم رکھا تھا۔ سلاطین سایۂ یزدانی تھے جن کے آگے کسی کو چون و چرا کی مجال نہ تھی' ائمۂ مذہب کے ساتھ کوئی شخص مسائل مذہبی میں گفتگو کا مجاز نہ تھا' شرفاء' رذیلوں سے ایک بالاتر مخلوق تھی' غلام آقا کے ہمسر نہیں ہو سکتے تھے۔ آج یہ تمام تفرقے' یہ تمام امتیازات' یہ تمام حد بندیاں دفعتہ" ٹوٹ گئیں'

لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے' اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ ہاں' عربی کو عجمی پر' عجمی کو عربی پر' سرخ کو سیاہ' پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں' مگر تقویٰ کے سبب سے۔ (مسند احمد)

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ (حاکم' طبری)
تمہارے غلام! تمہارے غلام!! جو خود کھاؤ' وہی ان کو کھلاؤ' جو خود پہنو' وہی ان کو پہناؤ۔ (ابن سعد)

عرب میں کسی خاندان کا کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتا' تو اس کا انتقام لینا خاندانی فرض ہو جاتا تھا' یہاں تک کہ سیکڑوں برس گزر جانے پر بھی یہ فرض باقی رہتا تھا' اور اسی بنا پر لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ قائم ہو جاتا تھا' اور عرب کی زمین ہمیشہ خون سے رنگین رہتی تھی۔ آج یہ سب سے قدیم رسم' عرب کا سب سے مقدم فخر' خاندان کا پُرفخر مشغلہ برباد کردیا جاتا ہے' اور اس کے لیے نبوت کا منادیؐ سب سے پہلے اپنا نمونہ آپ پیش کرتا ہے'

جاہلیت کے تمام خون (یعنی انتقامِ خون) باطل کردیے گئے' اور سب سے پہلے میں' اپنے خاندان کا خون' ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا خون' باطل کردیتا ہوں۔ (بخاری' مسلم' ابوداؤد)

تمام عرب میں سودی کاروبار کا ایک جال پھیلا ہوا تھا' جس سے غربا کا ریشہ ریشہ جکڑا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اپنے قرض خواہوں کے غلام بن گئے تھے۔ آج وہ دن ہے کہ اس جال کا تار تار الگ ہوتا ہے۔ اس فرض کی تکمیل کے لیے بھی معلمِ حقؐ سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش کرتا ہے'

جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کردیے گئے' اور سب سے پہلے میں' اپنے خاندان کا سود' عباس بن عبدالمطلب کا سود' باطل کرتا ہوں۔ (مسلم' ابوداؤد)

آج تک عورتیں ایک جائیداد منقولہ تھیں' جو قمار بازی میں داؤں پر چڑھا دی جاسکتی تھیں۔ آج پہلا دن ہے کہ یہ گروہِ مظلوم' یہ صنفِ لطیف' یہ جوہرِ نازک قدر دانی کا تاج پہنتا ہے'

عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ (مسلم' ابوداؤد)
تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔ (طبری ابن ہشام)

عرب میں جان و مال کی کچھ قیمت نہ تھی' جو شخص چاہتا تھا' قتل کردیتا تھا' اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا۔ آج امن و سلامتی کا بادشاہؐ تمام دنیا کو صلح کا پیغام سناتا ہے'

تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے' جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہے' (بخاری' مسلم' ابوداؤد)

اسلام سے پہلے بڑے بڑے مذاہب دنیا میں پیدا ہوئے' لیکن ان کی بنیاد خود صاحب شریعت کے تحریری اصول پر باقی نہ رہی تھی۔ ان کو خدا کی طرف سے جو ہدایتیں ملی تھیں' بندوں کی ہوس پرستیوں نے ان کی حقیقت گم کردی تھی۔ ابدی مذہب کا پیغمبرؐ اپنی زندگی کے بعد ہدایات ربّانی کا مجموعہ اپنے ہاتھ سے اپنی امت کو سپرد کرتا ہے' اور تاکید کرتا ہے'

میں تم میں ایک چیز چھوڑتا ہوں' اگر تم نے اس کو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کیا ہے؟ کتاب اللہ (صحاح)

اس کے بعد آپؐ نے چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا'

خدا نے ہر حق دار کو (از روئے وراثت) اس کا حق دے دیا' اب کسی کو وارث کے حق میں وصیت' جائز نہیں۔

لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا' زنا کار کے لیے پتھر ہے۔ اور ان کا حساب خدا کے ذمہ ہے۔

جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے' اور جو غلام اپنے مولیٰ کے سوا کسی اور طرف اپنی نسبت کرے' اس پر خدا کی لعنت ہے۔

ہاں' عورت کو' اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ دینا جائز نہیں' قرض ادا کیا جائے' عاریت واپس کی جائے' عطیہ لوٹایا جائے' ضامن تاوان کا ذمہ دار ہے۔

یہ فرما کر آپؐ نے مجمع عام کی طرف خطاب کیا'

تم سے خدا کے ہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے' (مسلم' ابوداؤد)

صحابہؓ نے عرض کیا' ہم کہیں گے'

آپؐ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا' اور اپنا فرض ادا کردیا۔

آپؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی' پھر اسے لوگوں کی طرف جھکا لیا' اور تین بار فرمایا:

اے خدا تو گواہ رہنا' (مسلم و ابوداؤد)

عین اس وقت جب آپؐ یہ فرضِ نبوت ادا کر رہے تھے' یہ آیت اتری'

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ ۵:۳)

آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

نہایت حیرت انگیز اور عبرت خیز منظر یہ تھا' کہ شاہنشاہِ عالمؐ جس وقت لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں فرمانِ ربانی کا اعلان کر رہا تھا' اس کے تختِ شاہنشاہی کا مسند و بالیں (کجاوہ اور عرق گیر) ایک روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

خطبہ سے فارغ ہوکر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔' انہوں نے اذان دی' تکبیر کہی' اور آپؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ یہ جمعہ کا دن تھا' اس لیے وضاحت فرما دی کہ مسافر پر جمعہ لازم نہیں۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے' دوسری تکبیر کہی گئی' اور آپؐ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ آپؐ کے ہمراہ اہلِ مکہؓ بھی تھے' انہوں نے بھی قصر اور جمع کرکے ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں۔

جب آپؐ نماز سے فارغ ہوگئے' تو سوار ہوئے' اور مؤقف میں تشریف لائے۔ آپؐ نے پتھروں کے پاس پہاڑ کے دامن میں وقوف کیا۔ لوگوں کو آپؐ نے بطنِ عرفہ سے اٹھ جانے کی ہدایت کی' اور اعلان فرمایا: "میں نے یہاں وقوف کیا' لیکن عرفہ کا یہی مقام وقوف کے لیے مختص نہیں' بلکہ عرفات کا میدان' پورا کا پورا' جائے وقوف ہے"۔

عرب کا دستور تھا کہ ہر قبیلہ کی ایک جگہ عرفات میں مقرر تھی - یزید بن شعبانؓ کی جگہ اس دستور کے مطابق حضورؐ کی جگہ سے بہت دور تھی - انہوں نے خواہش کی کہ انہیں حضورؐ کے پاس جگہ مل جائے۔ آپ نے نزاع پیدا ہوجانے کے خیال سے اس خواہش کو قبول نہ کیا اور ابن مربع انصاری کو ان کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا: "اپنے اپنے مشاعر میں وقوف کرو' کہ تم اپنے باپ ابراہیم کی وراثت پر ہو۔"

بعض لوگ روزہ سے تھے' اور وہ روزہ کی شدت محسوس کر رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ حضورؐ کا روزہ ہے' بعض نے کہا کہ نہیں ہے۔ حضرت میمونہؓ کہتی ہیں کہ اس موقعہ پر حضرت امِ فضلؓ نے' جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ اور حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں' آپؐ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ آپؐ موقف میں کھڑے تھے' لوگ دیکھ رہے تھے' اور آپؐ نے دودھ پیا۔

ایک مسلمان اپنی سواری پر سے گر پڑا' اور فوت ہوگیا۔ نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ اسے احرام

کی دونوں چادروں ہی کا کفن دیا جائے' اسے خوشبو نہ لگائی جائے' اسے پانی اور بیری کے پتوں کا غسل دیا جائے' اس کا سر اور چہرہ چھپایا جائے۔ نیز فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ وہ لبیک لبیک کہہ رہا ہوگا۔

نجد کے کچھ لوگ آپؐ کے خدمت میں حاضر ہوئے' اور حج کے ارکان کے بارہ میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "یوم عرفہ ہی حج کا دن ہے۔ جس نے صبح کی نماز سے قبل یہاں وقوف کرلیا' اس نے حج کو پالیا۔ ایام تشریق کے تین دن ہیں' لیکن جو دو دن کم یا زیادہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں"

آپؐ کی اونٹنی کا رخ پتھروں کی طرف تھا' اور جبلِ مشاۃ آپؐ کے سامنے۔ آپؐ نے اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیا' اور دعا' تضرع اور عاجزی میں مشغول ہوگئے' یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا۔ دعا کرتے وقت آپؐ نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔ دستِ طلب پھیلاتے ہوئے فرمایا:

یومِ عرفہ کی دعا' تمام دعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔

عرفہ کے دن نبی کریمؐ کی دعا زیادہ تر یہ تھی۔ یہی' آپؐ نے فرمایا' زیادہ تر انبیاءؑ کی دعا ہے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے اوپر کے کلمات پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا' وَفِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا' وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا' وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا۔ اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ' وَیَسِّرْلِیْ' وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ' وَشَتَاتِ الْاَمْرِ' وَ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ' وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ' وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ' وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ۔

اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے' میرے سینہ میں نور' میرے کانوں میں نور' میری آنکھوں میں نور' بھر دے۔ اے اللہ' میرا سینہ کھول دے' اور میرا کام' میرے لیے آسان کردے' اور میں دل کے وسوسوں' پریشان امری' اور قبر کی آزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو رات کے وقت آتی ہے' یا جو دن کے وقت آتی ہے' اور جو ہواؤں کے ساتھ آتی ہے اس کے شر سے' اور مہلکاتِ زمانہ کے شر سے۔

نیز آپؐ کی دعاؤں میں یہ بھی منقول ہے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَ عَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْئٌ مِنْ اَمْرِیْ۔ وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ اَلْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِہٖ اِلَیْکَ، اَسْأَلُکَ مَسْأَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَہِلُ اِلَیْکَ اِبْتِہَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ، وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ وَ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ رَبِّ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَ کُنْ بِیْ رَؤُفًا رَحِیْمًا، یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ۔

اے اللہ، تو میری بات سن رہا ہے، میرا مقام تیری نگاہوں میں ہے، میرے کھلے چھپے سب سے تو واقف ہے، تجھ سے میری کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ میں مصیبت زدہ اور نادار فقیر ہوں، فریادی اور تیری پناہ کا طلب گار، خوف زدہ اور ہراساں، اپنے گناہوں کا اقرار ہے، اعتراف ہے۔ میں تجھ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، ذلیل گناہگار کی طرح گڑگڑاتا ہوں، ڈرا سہا اور تکلیفوں میں مبتلا تجھ کو پکارتا ہوں۔ پکار اس کی جس کی گردن تیرے آگے خم ہے، جس کا جسم تیرے آگے ذلیل و خوار پڑا ہوا ہے، جو اپنی ناک تیرے آگے زمین پر رگڑ رہا ہے، جس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ اے اللہ، اے رب، مجھے اتنا بدبخت نہ بنانا کہ تجھ سے مانگ کر بھی محروم رہوں۔ میرے لیے مہربان اور رحم کرنے والا بن جا! اے وہ بہترین ذات جس سے مانگا جائے، اے بہترین عطا کرنے والے۔

عرفات سے واپسی

جب آفتاب غروب ہوگیا، زردی بھی ختم ہوگئی، اور غروب آفتاب میں کوئی شبہ نہ رہا، تو نبی کریمؐ عرفات سے چل پڑے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا، اونٹنی کی لگام اپنی طرف کھینچ لی، یہاں تک کہ اس کی گردن کجاوے کے قریب آگئی۔ آپؐ خاموشی سے چل رہے تھے۔ لوگوں کے ہجوم میں اضطراب پیدا ہوگیا، آپؐ نے اپنے پیچھے جانوروں کو سختی کے ساتھ مارنے اور تیز تیز ہانکنے کا شور سنا، تو لوگوں کو سیدھے ہاتھ سے، اور بخاری میں ہے کوڑے سے، آپؐ اشارہ کرنے لگے کہ "آہستہ! آہستہ!" اور زبان مبارک سے فرماتے جاتے تھے: "لوگو! سکون کے ساتھ، لوگو! سکون کے ساتھ، ایضاع نیکی نہیں ہے"

آپؐ نہ بہت آہستہ' نہ بہت تیز چلتے رہے۔ جب آپؐ کو میدان نظر آتا تو ذرا تیز ہوجاتے' جب کسی ٹیلے پر پہنچتے تو اونٹنی کی باگ کچھ ڈھیلی چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ چڑھ جاتی۔ آپؐ سارا راستہ مسلسل لَبَّیکَ لَبَّیکَ کہتے رہے۔

راہ میں ایک جگہ آپؐ اترے' اور پیشاب سے فارغ ہوکر ہلکا سا وضو کیا۔ حضرت اسامہؓ نے کہا' یارسولؐ اللہ' نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا' نماز آگے ہے۔

قیامِ مُزدَلِفَہ

تھوڑی دیر کے بعد آپؐ تمام قافلہ کے ساتھ مُزدَلِفَہ پہنچ گئے۔ نماز کے لیے وضو فرمایا۔ موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر اقامت کہہ کر' کجاوے اتارے اور اونٹوں کو بٹھانے سے قبل' آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد لوگوں نے اپنے پڑاؤ پر جاکر سواریوں کو بٹھایا۔ ابھی سامان کھولنے بھی نہ پائے تھے' کہ تکبیر ہوئی' اور آپؐ نے عشاء کی دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان آپؐ نے کچھ نہیں پڑھا۔ نماز سے فارغ ہوکر آپؐ سو گئے' اور صبح تک آرام کیا۔ رات میں' روزانہ دستور کے خلاف 'قیامِ لیل کے لیے بیدار نہ ہوئے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یہی ایک شب ہے جس میں آپؐ نے نمازِ تہجد ادا نہیں کی۔

صبح سویرے اٹھ کر آپؐ نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ قریش مُزدَلِفَہ سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب سورج پورا نکل آتا تھا' اور آس پاس کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر دھوپ چمکنے لگتی تھی۔ آپؐ اس رسم کے ابطال کے لیے سورج نکلنے سے پہلے مُزدَلِفَہ سے روانہ ہوگئے۔ یہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور سنیچر کا دن تھا۔ یہ عید الاضحیٰ کا دن تھا' یوم النحر تھا۔

آپؐ نے اپنے بعض اہل خانہ کو ان کی ضعف کے پیشِ نظر فجر سے پہلے مُزدَلِفَہ سے منیٰ جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ہمیں بنو عبدالمطلب کے بچوں کے ساتھ آگے بھیج دیا' اور ہم گدھوں پر سوار تھے۔ آپؐ نے ہماری رانوں کو ہاتھ سے تھپکتے ہوئے کہا: "میرے ننھے بیٹو' جب تک آفتاب طلوع نہ ہوجائے' رَمی جمار نہ کرنا"۔ حضرت عائشہؓ بتاتی ہیں کہ حضرت سودہؓ نے مُزدَلِفَہ کی رات نبی کریمؐ سے درخواست کی کہ آپؐ انہیں لوگوں کے ہجوم سے قبل مُزدَلِفَہ سے بھیج دیں' یہ کمزور تھیں' اور ان کے لیے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ آپؐ نے انہیں اجازت دی تو وہ پہلے ہی چلی گئیں' اور ہم رک گئے' یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر ہم آپؐ کے ساتھ گئے' لیکن میرا جی چاہا تھا کہ سودہؓ کی طرح میں بھی اجازت مانگ لیتی' یہ میرے لیے سہولت کا باعث ہوتا۔ حضرت اُمِ سلمہؓ بتاتی ہیں مُزدَلِفَہ کی رات' جن لوگوں کو اپنے اہل میں

سے نبی کریمؐ نے آگے بھیجا' آپؐ نے ان میں مجھے مُقدّم رکھا۔ باقی ازواجؓ آپؐ کے ہمراہ منیٰ گئیں۔

آپؐ سوار ہوئے اور مشعرِ حرام کے پاس اپنے موقف میں آئے' لیکن یہاں بھی لوگوں کو آگاہ کیا کہ میں نے یہاں وقوف کیا ہے' مگر سارا مُزدلِفَہ موقف ہے۔ یہاں پہنچ کر آپؐ قبلہ رخ ہوئے' دعا کی' تضرع' تکبیر و تہلیل اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوگئے' یہاں تک کہ جب صبح کی روشنی خوب پھیل گئی تو طلوعِ آفتاب سے قبل آپؐ منیٰ روانہ ہوگئے۔

اسی مقام پر عروق بن مفرس طائی نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ میں جبل طے سے آیا ہوں۔ میں نے برابر اپنی سواری کو چلایا ہے' اور اپنے آپ کو بالکل تھکا دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے ہر پہاڑ پر وقوف کیا۔ کیا میرا حج ہوگیا؟" رسولؐ اللہ نے فرمایا: "جو ہماری اس نماز میں حاضر ہوا' جس نے ہمارے ساتھ وقوف کیا' اس سے پہلے کہ ہم چل پڑیں' تو اس کا حج ہوگیا"۔

عرفات سے مُزدلِفَہ تک حضرت اسامہ بن زیدؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے رہے تھے' مُزدلِفَہ سے آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ آپؐ راستہ بھر تَلبِیَہ کہتے رہے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ساتھ پیدل جارہے تھے۔ اہلِ حاجت دائیں بائیں حج کے مسائل دریافت کررہے تھے' آپؐ جواب دے رہے تھے' اور زور زور سے مناسکِ حج کی تعلیم دیتے جارہے تھے۔

بنی خثعم کی ایک خوبصورت عورت حاضر ہوئی' اور عرض کیا: "یا رسولؐ اللہ ' اللہ نے جو حج اپنے بندوں پر فرض کیا ہے' وہ میرے بوڑھے باپ پر ایسے وقت لازم ہوگیا ہے جب کہ وہ سواری پر بھی نہیں چل سکتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟"۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں" ۔ فضل بن عباسؓ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے' اور وہ عورت ان کی طرف۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ فضلؓ کے چہرے پر رکھ دیا' اور اس کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔

ایک آدمی حاضر ہوا' اور اپنی ماں کے بارے میں پوچھا کہ وہ بہت بوڑھی ہے' سوار کیا جائے تو برداشت نہ کرسکے گی' حج نہ کرنے دیا جائے تو خودکشی کرلے گی۔ آپؐ نے فرمایا: "اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟" اس نے عرض کیا: "ہاں' ضرور"۔ آپؐ نے فرمایا: "تو اپنی ماں کی طرف سے حج کر"۔ اسی طرح ایک شخص نے اپنی بہن کے بارہ میں سوال کیا جو حج کی نذر ماننے کے بعد مرگئی۔ آپؐ نے اسے بھی اللہ کا قرض ادا کرنے یعنی نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

جب آپؐ وادی محسّر میں تشریف لائے تو اونٹنی کو تیز کردیا۔ اس جگہ اصحاب فیل پر عذاب

نازل ہوا تھا' اور جن مقامات میں اللہ نے اپنے دشمنوں پر عذاب نازل کیا تھا وہاں آپؐ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ تیز چلتے۔

راستہ میں آپؐ نے حکم دیا کہ آپؐ کے لیے سات عدد کنکریاں چن لی جائیں۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ نہ یہ کنکریاں رات کو چنی گئیں' نہ انہیں اسی رات کو پہاڑ سے اکھاڑا گیا' کسی بھی ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں۔ آپؐ نے انہیں ہاتھ میں اچھالا اور فرمایا: "دین میں غلو کرنے سے بچو' کیونکہ تم سے پہلے جن لوگوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہوگئے"۔ ایک روایت کے مطابق' آپؐ یہ الفاظ رمی کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔

منیٰ واپسی اور رمی جمار

منیٰ میں داخل ہونے کے بعد' آپؐ جمرہ عقبہ پر پہنچ گئے' اور وادی کے نچلی جانب ٹھہرے۔ بائیں طرف کعبہ' دائیں طرف منیٰ' اور سامنے جمرہ تھا۔ آپؐ سواری پر تھے' اور طلوع آفتاب کے بعد آپؐ نے تینوں جمرات کو سواری پر سے ایک ایک کرکے کنکر مارے' اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہتے رہے۔ رمی کرکے آپؐ نے تلبیہ ختم کردیا' جو آپؐ راستہ بھر برابر کہتے رہے تھے۔ لوگوں کے ہجوم کے باوجود نہ تو وہاں مارنا تھا' نہ ہانکنا' نہ ہٹو بچو کی صدائیں۔ حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ آپؐ کے ہمراہ تھے۔

منیٰ میں خطبہ

آپؐ یہاں سے فارغ ہو کر منیٰ کے میدان میں تشریف لائے۔ داہنے بائیں' آگے پیچھے' تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کا مجمع تھا۔ مہاجرین قبلہ کے داہنے' انصار بائیں' اور بیچ میں عام مسلمانوں کی صفیں تھیں۔ آپؐ ناقہ پر سوار تھے' حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں ناقہ کی مہار تھی۔ حضرت اسامہؓ بن زید پیچھے کپڑا تان کر سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپؐ نے نظر اٹھا کر اس عظیم الشان مجمع کی طرف دیکھا تو فرائض نبوت کے ۲۳ سالہ نتائج نگاہوں کے سامنے تھے' زمین سے آسمان تک قبول و اعتراف حق کا نور ضوفشاں تھا' دیوان قضا میں انبیائے سابقین کے فرائض تبلیغ کے کارناموں پر ختم رسالت کی مہر ثبت ہو رہی تھی' اور دنیا اپنی تخلیق کے لاکھوں برس کے بعد دین فطرت کی تکمیل کا مژدہ کائنات کے ذرہ ذرہ کی زبان سے سن رہی تھی۔

اب ایک نئی شریعت' ایک نئے نظام اور ایک نئے عالم کا آغاز تھا۔ اس بنا پر رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا'

ابتدا میں جب خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا' زمانہ پھر پھرا کے آج پھر اسی نقطہ پر

آگیا'

ابراہیم خلیلؑ کے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ میں کسی قسم کی خونریزی جائز نہیں تھی' اس لیے عرب کے لوگ جنگ کرنے کے لیے اس کو کبھی گھٹا کبھی بڑھا دیتے تھے۔ آج وہ دن آیا کہ اس اجتماعِ عظیم میں شہرِ حرم کی تعیین کر دی جائے۔ آپؐ نے فرمایا:

> سال کے بارہ مہینے ہیں' جن میں چار مہینے قابل احترام ہیں۔ تین تو متواتر مہینے ہیں' ذوالقعد' ذوالحجہ' اور محرم' اور چوتھا رجب المرجب کا مہینہ' جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

دنیا میں عدل و انصاف اور جور و ستم کا محور صرف تین چیزیں ہیں' جان' مال اور آبرو۔ حضورؐ عرفات کے خطبہ میں ان کے متعلق ارشاد فرما چکے تھے' لیکن عرب کے صدیوں کے زنگ کو دور کرنے کے لیے مکرر تاکید کی ضرورت تھی۔ آج آپؐ نے اس کے لیے عجیب بلیغ انداز اختیار فرمایا۔ لوگوں سے مخاطب ہو کر پوچھا: "کچھ معلوم ہے' آج کون سا دن ہے؟" لوگوں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپؐ دیر تک چپ رہے' لوگ سمجھے کہ شاید آپؐ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ دیر تک سکوت کے بعد فرمایا: "کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟" لوگوں نے کہا' ہاں بیشک ہے۔ پھر ارشاد ہوا: "یہ کون سا مہینہ ہے؟" لوگوں نے پھر اسی طریقہ سے جواب دیا۔ آپؐ نے پھر دیر تک سکوت کیا' اور فرمایا: "کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟" لوگوں نے کہا' ہاں بیشک ہے۔ پھر پوچھا: "یہ کون سا شہر ہے؟" لوگوں نے بدستور جواب دیا۔ آپؐ نے اسی طرح دیر تک سکوت کے بعد فرمایا: "کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں ہے؟" لوگوں نے کہا بیشک ہے۔ جب سامعین کے دل میں یہ خیال پوری طرح جاگزیں ہو چکا کہ آج کا دن بھی' مہینہ بھی' اور خود شہر بھی محترم ہے' یعنی اس دن ' اس مقام میں جنگ اور خونریزی' جائز نہیں' تب فرمایا:

> تو تمہارا خون' تمہارا مال' تمہاری آبرو تاقیامت اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ دن' اس مہینہ میں اور اس شہر میں محترم ہے'

قوموں کی بربادی ہمیشہ آپس کے جنگ و جدال اور باہمی خونریزیوں کا نتیجہ رہی ہے۔ وہؐ جو ایک لازوال قومیت کا بانی بن کر آیا تھا' اسؐ نے اپنے پیرووں سے بہ آواز بلند کہا:

> ہاں' میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ خود ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا'

ظلم و ستم کا ایک عالمگیر پہلو یہ تھا کہ اگر خاندان میں کسی ایک شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوتا' تو اس خاندان کا ہر شخص اس جرم کا قانونی مجرم سمجھا جاتا تھا۔ اکثر اصلی مجرم کے روپوش یا فرار ہو جانے کی صورت میں' بادشاہ کا اس خاندان میں سے جس پر قابو چلتا تھا' اس کو سزا دیتا تھا۔ باپ کے جرم میں بیٹے کو سولی دی جاتی تھی' اور بیٹے کے جرم کا خمیازہ باپ کو اٹھانا پڑتا تھا۔ یہ سخت ظالمانہ قانون تھا' جو مدت سے دنیا میں حکمران تھا۔ اگرچہ قرآن مجید نے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی کے وسیع قانون کی رو سے اس ظلم کی ہمیشہ کے لیے بیخ کنی کر دی تھی' لیکن اس وقت جب دنیا کا آخری پیغمبرؐ ایک نیا نظامِ سیاست ترتیب دے رہا تھا' اس اصول کو فراموش نہیں کر سکتا تھا' آپؐ نے فرمایا'

ہاں' مجرم اپنے جرم کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہاں' باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں' اور بیٹے کے جرم کا جواب دہ' باپ نہیں' (ابن ماجہ' ترمذی)

عرب کی بدامنی اور نظامِ ملک کی بے ترتیبی کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ ہر شخص اپنی خداوندی کا آپ مدعی تھا' اور دوسرے کی ماتحتی اور فرمانبرداری کو اپنے لیے ننگ اور عار جانتا تھا۔ ارشاد ہوا'

اگر کوئی حبشی نکٹا غلام بھی امیر ہو' اور وہ تم کو خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے' اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ (مسلم)

ریگستانِ عرب کا ذرہ ذرہ اس وقت اسلام کے نور سے منور ہو چکا تھا' اور خانہ کعبہ ہمیشہ کے لیے ملتِ ابراہیم کا مرکز بن چکا تھا' اور فتنہ پردازانہ قوتیں پامال ہو چکی تھیں' اس بنا پر آپؐ نے ارشاد فرمایا'

ہاں' شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا' اب تمہارے اس شہر میں اس کی پرستش قیامت تک نہ کی جائے گی۔ البتہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کرو گے' اور وہ اس پر خوش ہوگا۔ (ابن ماجہ و ترمذی)

سب سے آخر میں آپؐ نے اسلام کے بنیادی فرائض یاد دلائے۔

صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرو' پانچوں وقت کی نماز پڑھو' مہینہ کا روزہ رکھا کرو' اور میرے احکام کی اطاعت کرو' خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے) (احمد' مسلم)

یہ فرما کر آپؐ نے مجمع کی طرف اشارہ کیا' اور فرمایا۔

کیوں ' میں نے پیغامِ خداوندی سنا دیا ؟

سب بول اٹھے ' ہاں

فرمایا : "اے خدا تو گواہ رہنا"

پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا '

جو لوگ اس وقت موجود ہیں ' وہ ان کو سنا دیں جو موجود نہیں '

خطبہ کے اِختتام پر آپؐ نے سارے مسلمانوں کو الوداع کہا

منیٰ میں آپؐ یہ بھی فرماتے رہے '

حج کے مسائل سیکھ لو ! میں نہیں جانتا ' شاید کہ اس حج کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت نہ آئے۔

یہ بھی فرمایا : "شاید میں تمہیں اس سال کے بعد نہ دیکھوں"۔

خطبہ کے بعد ہی سے لوگ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہوگئے ' اور مناسکِ حج کے بارہ میں پوچھنا شروع کردیا۔ اس دن آپؐ سے جس نے بھی 'کسی بھی کام کے بارہ میں ' سوال کیا کہ میں نے وہ پہلے یا بعد میں کرلیا ہے ' آپؐ نے یہی فرمایا کہ "کوئی حرج نہیں ' کوئی بات نہیں"۔

ایک شخص آیا ' اور کہا : "میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ؟"۔ آپ نے فرمایا : "اب قربانی کرلو ' کوئی حرج نہیں"۔ دوسرا آیا ' اور کہا : "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کرلی ؟" ۔ فرمایا : "اب کنکریاں مار لو ' کوئی حرج نہیں۔" پھر ایک اور آیا ' اور کہا : "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف کرلیا ہے ؟"۔ فرمایا "اب کنکریاں مار لو ' کوئی حرج نہیں"۔ ایک شخص نے پوچھا : "میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماریں ؟" فرمایا : "کوئی حرج نہیں"۔ ایک اور شخص آیا ' اور کہا : "میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف کرلیا ؟" فرمایا : "اب سر منڈالو ' یا بال تراشوالو ' کوئی حرج نہیں"۔ غرض بعض کہتے تھے کہ یہ کام میں نے بعد کیا ' اور بعض کہتے تھے کہ یہ کام میں نے پہلے کرلیا ' اور آپؐ سب کے جواب میں فرماتے : "کوئی گناہ نہیں ! ہاں ' جس نے کسی مسلمان کی عزت پر ہاتھ ڈالا ' اور ظلم کیا ' اس پر گناہ ہے اور وہ ہلاک ہوا۔

قربانی

جب آپؐ ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے تھے ' تو ' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے قربانی کے جانوروں کی رسی اپنے ہاتھوں سے بٹی ' اور ان کے گلوں میں ہار ڈالے۔ ایک روایت میں ہے کہ

حضورؐ نے ان کے کوہانوں کو زخمی کیا' گلوں میں جوتوں کے ہار ڈالے۔ پھر ان جانوروں کو قربانی کے لیے روانہ کردیا گیا تھا۔

ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے قربانی کے جانور کو ہنکائے لیے پیدل چلا جا رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے کہا: "اس پر سوار ہو جا"۔ اس نے کہا: "یہ قربانی کا جانور ہے!"۔ آپؐ نے پھر کہا: "اس پر سوار ہو جا"۔ اس نے پھر تذبذب کا اظہار کیا: "یہ قربانی کا جانور ہے"۔ آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا: "اس پر سوار ہوجا' تجھ پر افسوس ہے"

منیٰ خطبہ دینے کے بعد آپؐ منیٰ میں قربان گاہ تشریف لے گئے۔ آپؐ نے جو اونٹ ذوالحلیفہ سے روانہ کیے تھے' اور جو اونٹ حضرت علیؓ یمن سے لائے تھے' وہ سب ملا کر آپؐ کے ساتھ قربانی کے ۱۰۰ اونٹ تھے۔ ۶۳ اونٹ آپؐ نے ذبح کیے۔ (عمر مبارک بھی اس وقت ۶۳ برس تھی)۔ آپؐ کھڑے ہوکر' اونٹ کی بائیں ٹانگ باندھ کر گلے میں نیزہ مار کر ذبح کررہے تھے۔ پھر حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ باقی ماندہ جانوروں کو ذبح کردیں' ان جانوروں کا چمڑا اور گوشت مساکین میں تقسیم کردیں' اور قصابوں کو گوشت بنانے کا معاوضہ اس میں سے نہ دیں۔ آپؐ نے انھیں اپنی قربانی کے جانوروں میں شریک بھی کیا۔ آپؐ نے اپنی بیویوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ دو مینڈھے بھی ذبح کرنا منقول ہے۔ پھر آپؐ نے ہر اونٹ میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا' چنانچہ انھیں ایک ہانڈی میں ڈالا گیا' ان کا سالن پکایا گیا' آپؐ نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

آپؐ نے یہ اعلان بھی فرمایا: "میں نے قربان گاہ میں قربانی کی ہے' مگر منیٰ تمام کا تمام قربان گاہ ہے' ہر گلی اور میدان میں قربانی ہوسکتی ہے' اپنے خیموں میں بھی قربانی کرسکتے ہو۔ بلکہ قربانی کے لیے منیٰ کی کچھ تخصیص نہیں' مکہ بھی پورا قربان گاہ ہے' اور مکہ کے ہر میدان' ہر راستہ اور ہر گلی میں قربانی ہوسکتی ہے"۔ یہ اعلان آپؐ نے اسی طرح امت کی سہولت کے لیے کیا جس طرح آپؐ نے عرفہ میں وقوف کیا تو فرمایا' میں نے یہاں وقوف کیا' لیکن سارا عرفات جائے وقوف ہے' اور آپؐ نے مُزدلِفَہ میں وقوف کیا تو فرمایا' میں نے یہاں وقوف کیا' لیکن مُزدلِفَہ سب کا سب جائے وقوف ہے۔

نبی کریمؐ سے دریافت کیا گیا کہ کیا منیٰ میں آپؐ کے لیے کوئی خیمہ وغیرہ لگا دیا جائے' تاکہ گرمی سے حفاظت ہوسکے؟ آپؐ نے فرمایا "نہیں' جو آدمی جہاں پہلے پہنچ جائے وہی اس کے لیے جائے وقوف ہے"۔ گویا آپؐ نے منیٰ کو تمام مسلمانوں کے لیے مشترک' اور وہاں قیام کے حق میں

سب کو مساوی قرار دیا۔ جو بھی کسی جگہ پہلے پہنچ جائے' وہی وہاں کا زیادہ حق دار ہے' البتہ وہ اس جگہ کا مالک نہیں بن سکتا۔

حلق (سرمنڈانا)

جب نبی کریمؐ قربانی سے فارغ ہوئے' تو حجام کو بلایا۔ عبداللہ بن معمرؓ نے حجام کے فرائض انجام دیے۔ وہ استرا لے کر آپؐ کے سر کے برابر کھڑے ہوگئے۔ آپؐ نے ان کی طرف دیکھا' اور فرمایا: "اللہ کے رسولؐ نے تمہیں اپنی کنپٹیوں پر اختیار دے دیا ہے' حالانکہ تمہارے ہاتھ میں استرا ہے۔" معمرؓ نے عرض کیا: "اللہ کی قسم اے اللہ کے رسولؐ" "بے شک یہ مجھ پر اللہ کی نعمت ہے"۔ آپؐ نے فرمایا: "ہاں' بے شک"

پھر آپؐ نے اپنی دائیں جانب اشارہ کرکے فرمایا: "لو' مونڈو"۔ جب وہ فارغ ہوگئے' تو آپؐ نے فرطِ محبت سے یہ بال خود اپنے دست مبارک سے ان لوگوں میں تقسیم کردیئے جو آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر آپؐ نے حجام کو اشارہ کیا' تو انھوں نے بائیں جانب کے بال مونڈے۔ دریافت فرمایا' ابو طلحہؓ یہاں ہیں؟ چنانچہ موئے مبارک ان کو اور ان کی بیوی' ام سلیمؓ کو عطا کردیے۔ مسلم کی روایت کے مطابق انسؓ بیان کرتے ہیں کہ دائیں جانب کے حلق کے بعد آپؐ نے ابو طلحہؓ انصاری کو بلایا' اور بال انھیں عنایت کردیے۔ پھر بائیں جانب کے حلق کے بعد' ابو طلحہؓ کو بال عطا کرکے فرمایا' انھیں لوگوں میں تقسیم کردو۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی عطا پہلے عام تھی' پر ابو طلحہؓ کے لیے مخصوص کردی' اور عطا کرنے میں آپؐ کی عادت طیبہ یہی تھی۔ غالباً جب پہلے تقسیم عام کی تو ابو طلحہؓ نے لینے میں سبقت کی۔

محمد بن زیدؒ کہتے ہیں کہ ان کے والد نے بتایا' وہ قربان گاہ میں نبی کریمؐ کے ہمراہ موجود تھے' جب آپؐ تقسیم کر رہے تھے۔ قریش کے ایک آدمی کو کچھ نہ ملا' نہ اس کے ساتھی کو۔ نبی کریمؐ نے کپڑا سامنے رکھ کر سر کا حلق کرایا' اور اسے موئے مبارک عطا فرمائے۔ اس نے ان میں سے کچھ حصہ لوگوں میں تقسیم کردیا۔ پھر آپؐ نے ناخن کتروائے' اور اس آدمی کے ساتھی کو دے دیے۔ اس شخص نے بتایا کہ آپؐ کے بال ہمارے پاس مہندی اور کسم میں رنگے ہوئے موجود ہیں۔

صحابہؓ میں سے بعض لوگوں نے سرمنڈوایا (حلق کیا)' اور بعض نے بال ترشوائے (قصر کیا)۔ آپؐ نے فرمایا: "اے اللہ! سرمنڈوانے والوں پر رحم فرما"۔ صحابہؓ نے عرض کیا: "اور بال ترشوانے والے' یارسول اللہؐ؟"۔ آپؐ نے پھر فرمایا: "اے اللہ! سرمنڈوانے والوں پر رحم

فرما۔" صحابہؓ نے پھر پوچھا "اور بال ترشوانے والے' یا رسول اللہؐ ؟" آپؐ نے فرمایا :"اور بال ترشوانے والوں پر بھی۔" ایک صحابی نے آپ کو سرمنڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا کرتے سنا' اور ترشوانے والوں کے لیے ایک مرتبہ۔

طوافِ افاضہ

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ نماز ظہر سے قبل مکہ تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھوں سے آپؐ کے جسم مبارک میں خوشبو لگائی' جس میں مشک تھی۔ آپؐ نے اونٹنی پر سوار ہوکر طواف کیا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کا سرا خمدار تھا۔ جب آپ حجر اسود کی طرف آئے' اللہ اکبر کہتے' چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے یا اسے چھوتے' اور اسے بوسہ دیتے۔ حجرِ اسود کے اِستلام کے لیے نہ آپ نے کشمکش کی' نہ کسی کو ایذا دی' نہ اسے بوسہ دینے کی فضیلت بتائی۔

چاہِ زمزم پر

طواف سے فارغ ہوکر نبی کریمؐ زمزم کی سبیل پر آئے۔ آبِ زمزم پلانے کی ذمہ داری بنو عبدالمطلب میں سے آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کے سپرد تھی۔ اسی غرض کے لیے انہوں نے حضورؐ سے ایامِ تشریق میں مکہ قیام کرنے کی اجازت لے لی تھی۔ آپؐ نے پانی طلب فرمایا۔ حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے فضلؓ سے کہا: "فضل' اپنی ماں کے پاس جاؤ' اور ان کے پاس جو پانی ہے اس میں سے رسول اللہؐ کے لیے لے آؤ۔" آپؐ نے فرمایا: "مجھے اسی میں سے پلاؤ"۔ چنانچہ آپؐ نے پانی پیا۔

اس کے بعد آپؐ چاہ زمزم پر تشریف لائے اور دیکھا کہ عبدالمطلب کی اولاد پانی کھینچنے اور پلانے کا کام پورے شوق اور محنت سے کر رہی ہے۔ فرمایا: "کام میں اسی طرح لگے رہو' تم ایک نیک کام کر رہے ہو۔" پھر فرمایا: "اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے ہاتھ لگاتے ہی' اور مجھے ایسا کرتے دیکھ کر' تم پر لوگ ٹوٹ پڑیں گے' تو میں اونٹنی سے اترتا' اور (اپنے کندھے کی طرف اشارہ کرکے کہا) رسی کو اس پر رکھتا' اور خود تمہارے ساتھ پانی کھینچتا اپنے ہاتھ سے پانی کھینچ کر پیتا"۔

حضرت عباسؓ نے ڈول سے پانی نکال کر پیش کیا۔ آپؐ نے قبلہ رخ ہوکر کھڑے پانی پیا۔

منیٰ واپسی اور ایامِ تشریق

طوافِ افاضہ سے فارغ ہو کر آپؐ منیٰ واپس تشریف لے گئے' اور نماز ظہر وہیں ادا کی' (اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ آپؐ نے نمازِ ظہر مکہ میں پڑھی یا منیٰ میں)۔

بقیہ ایامِ تشریق' یعنی ۱۳ ذی الحجہ تک' آپؐ منیٰ میں مقیم رہے۔ ۱۱ ذی الحجہ کو آپؐ نے زوال آفتاب تک انتظار کیا۔ جب زوال جاتا' تو آپؐ پیدل جمروں کی طرف چل پڑے اور سوار نہ تھے۔ آپؐ پہلے جمرہ اولیٰ پر آئے' جو مسجدِ خیف سے متصل ہے۔ آپؐ نے اسے ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری پر آپؐ اللہ اکبر کہتے۔ پھر آپؐ آگے بڑھ کر جمرہ کے سامنے آگئے' قبلہ کی طرف رخ کر لیا' اور ہاتھ اٹھا کر بہت دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اس کے بعد جمرہ وُسطیٰ پر آئے' اور اس پر بھی ویسے ہی کنکریاں ماریں۔ پھر وادی کے متصل بائیں طرف اترے' اور قبلہ رخ ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر پہلے کی طرح طویل دعا مانگی۔ پھر آپؐ تیسرے جمرہ پر آئے جو جمرہ عقبہ کہلاتا ہے۔ آپؐ وادی کے درمیان' جمرہ کے بالکل سامنے آگئے' اس طرح کہ کعبہ آپ کے بائیں طرف اور منیٰ دائیں طرف تھا' اور پہلے کی طرح سات کنکریاں ماریں۔

جب آپؐ نے رَمی مکمل کر لی تو واپس آگئے' اور وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرے۔

اسی طرح آپؐ قیامِ منیٰ کے دوران رَمی کرتے رہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپؐ نمازِ ظہر سے قبل رَمی کرتے تھے' یا بعد میں۔ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ غالباً آپؐ نے نماز سے قبل ہی رمی کی' پھر واپس آ کر نماز ادا کی۔ ایامِ تشریق میں آپ نے ۱۱' ۱۲ ذی حجہ کو مزید خطبات بھی دیے۔

ایامِ تشریق کے دوران ہی نبی کریمؐ پر سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰہِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی' اور یہ معلوم ہو گیا کہ یہ وداع کا حج ہے۔

آپؐ نے قیامِ منیٰ دنوں میں کمی نہیں کی' بلکہ اضافہ کیا' اور ایام تشریق میں رَمی کے تین دن پورے کیے۔

منیٰ سے واپسی اور طوافِ وداع

بدھ کے دن ۱۳ ذی الحجہ کو' زوال کے بعد آپؐ منیٰ سے روانہ ہو گئے' اور وادیٔ مُحصَّب پہنچے' جو خیف منیٰ کنانہ کے قریب ایک ریگستانی میدان ہے۔ یہاں آپؐ نے دیکھا کہ حضرت ابورافعؓ نے آپؐ کا خیمہ نصب کر دیا ہے' اگرچہ آپؐ نے اس کا حکم نہ دیا تھا۔ آپؐ نے یہاں قیام کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نمازِ ظہر پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے' اور بعض کے مطابق آپؐ نے نماز ظہر مُحصَّب میں ادا کی۔ بعض کی رائے میں مُحصَّب میں قیام سنت ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی

ہیں کہ یہ سنت نہیں: حضورؐ صرف اس لیے اترے تھے کہ وہاں سے سامان اٹھا کر مدینہ واپسی میں آسانی ہو۔

آپؐ نے عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی وادیٔ مُحَصَّب میں ادا کیں، اور کچھ دیر کے لیے سو گئے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: "آپؐ عمرہ کر کے جا رہے ہیں، میرا عمرہ (ایام کی وجہ سے نہیں ہوا)۔ آپؐ نے ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے کہا کہ وہ انہیں تنعیم لے جائیں، حضرت عائشہؓ نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا، مکہ واپس آئیں، اور اپنے ایام کی وجہ سے فوت شدہ عمرہ پورا کیا۔ رسول اللہؐ ان کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ ان کی واپسی کے بعد آپؐ نے لوگوں کو روانگی کا حکم دیا۔

وادی مُحَصَّب سے آپ بیت اللہ تشریف لائے، اور سحر سے قبل طوافِ وداع کیا۔ آپؐ نے نمازِ فجر حرم شریف میں ادا کی، اور سُوْرَۃُ الطُّوْر کی تلاوت کی۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نمازِ فجر سے قبل ہی وادی مُحَصَّب واپس آ گئے، سامان لیا، اور مدینہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

مدینہ واپسی

روحاء کے مقام پر پہنچے تو ایک قافلہ ملا۔ آپؐ نے پوچھا: "تم کون لوگ ہو"؟ کہا: "ہم مسلمان ہیں"۔ قافلہ والوں نے پوچھا: "آپ کون ہیں؟" فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں"۔ ایک عورت جھٹکوڑے سے اپنے بچے کو اٹھا لائی، اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسولؐ! کیا اس کا بھی حج ہو سکتا ہے؟" آپؐ نے فرمایا: "ہاں، اور اجر تجھے ملے گا"۔

جب آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے تو رات یہاں گزاری۔ صبح کے وقت ایک طرف سے آفتاب نکلا، اور دوسری طرف سے قافلہ نبویؐ مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ مدینہ پر آپؐ کی نظر پڑی تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا، اور یہ الفاظ فرمائے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

تصریحات

(۱) یہ مضمون ابن قیمؒ کی زاد المعاد، شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ کی سیرت النبیؐ جلد دوم، بخاری، مسلم، ترمذی اور حدیث دیگر کی دیگر کتابوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

(۲) عرفات اور منیٰ کے خطبات کے تمام جملے' حضورؐ کے مختلف خطبات کے ٹکڑے ہیں۔ یہ جملے کسی حدیث میں یکجا بیان نہیں ہوئے ہیں' اس لیے ان کو مختلف ماخذوں سے جمع کرنا پڑا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم' باب حجتہ النبیؐ و باب الدیات اور ابوداؤد (باب الاشہر الحرام وحجتہ النبیؐ) وغیرہ میں یہ خطبہ حضرت ابن عباسؓ ' حضرت ابن عمرؓ حضرت ابوامامہؓ باہلی' حضرت جابرؓ ' حضرت ابوبکرہؓ وغیرہ صحابہ کی روایتوں سے مذکورہ ہے۔ ان روایتوں میں بعض باتیں مشترک ہیں مثلاً ان دماءکم واموالکم حرام علیکم کحرمتہ الخ اور بعض باتیں الگ ہیں۔ مغازی و سِیَر کی کتابوں میں اور باتیں بھی مذکور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا' ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا' جس کی اس نے روایت کی۔ بعض ضمنی الفاظ چھوڑ دیے گئے ہیں ۔ روایتوں میں ایک اور اختلاف ہے' حضرت جابرؓ اپنی روایت میں' اور ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ خطبہ کا دن بوجہ عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ اور حضرت ابوبکرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دوسری روایتوں میں یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ بتاتے ہیں۔ بعض روایتیں ایام التشریق کے خطبہ کی ہیں۔ ابن اسحاق نے اس کو مسلسل خطبہ کے طور پر نقل کیا ہے۔ ابن ماجہ' ترمذی اور مسند احمد میں خطبہ حجتہ الوداع کے چند فقرے منقول ہیں' جن میں یہ تصریح نہیں کہ کس تاریخ کے خطبہ میں آپؐ نے یہ فرمایا۔ بہرحال صحاح ستہ میں مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس حج میں تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو' ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو' اور تیسرا خطبہ ایام تشریق میں ۱۱ یا ۱۲ ذی الحجہ کو' ان خطبوں میں اصولی طور پر بعض باتیں مشترک ہیں اور بعض باتیں مختلف ہیں' یہ بہت ممکن ہے جیسا کہ بعض محدثین نے تصریح کی ہے کہ چونکہ مجمع بہت بڑا تھا' اور آپؐ جو پیغام اپنی امت کو پہنچانا چاہتے تھے' وہ نہایت اہم تھا' اس لیے آپؐ نے اپنی تقریر میں بعض بعض فقرے مکرر اعادہ فرمائے ہیں۔ (شبلی نعمانی ر سلیمان ندوی)

یہ شمارہ جلد ۱۱۹ کا عدد ۵ '۶ مئی' جون ۱۹۹۳ء کا مشترکہ شمارہ ہے۔ آئندہ اس جلد ۱۱۹ کا عدد ۷ 'جولائی ۱۹۹۳ء میں شائع ہوگا۔